اسلامی تحریک میں کارکنوں کے باہمی تعلقات

(۳)

۹۔ سلام ! سلام کے ذریعہ اظہارِ جذبات کو ایک متعین صورت عطا کر کے اسے بھی ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق میں شامل کر دیا ہے۔ اس میں ایک طرف جذبات کا اظہار ہوتا ہے اور دوسری طرف اپنے بھائی کے لئے دعا کے ذریعہ خیر خواہی بھی۔ جب نبیؐ کریم نے مدینہ آکر پہلا خطبہ دیا تو چار باتوں کی ہدایت کی اور ان میں سے ایک یہ تھی ۔

وافشوا السلام — سلام کو اپنے درمیان پھیلاؤ

اس سے بھی زیادہ اہمیت اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے۔

آپ نے فرمایا:

لا تدخلون الجنة حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا اولا ادلکم علی شیئ اذا فعلتموہ تحاببتم افشوا السلام بینکم

تم ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگے یہاں تک کہ مومن ہو جاؤ، اور مومن اس وقت تک نہ ہوگے جب تک باہم محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز کا پتہ نہ دوں جسکو اختیار کر کے تم باہم محبت کرنے لگو۔

مسلم عن ابی ہریرہ۔ مشکوٰۃ ص ۳۹۷

تو وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

اور ایک مرتبہ مسلمان پر مسلمان کے چھ حقوق بتاتے ہوئے آپ نے فرمایا، ایک یہ ہے :-

یسلم علیہ اذا لقیہ (مشکوٰۃ ص ۳۹۷)

اس پر سلام کرے جب بھی اسے ملے

اس سلسلہ میں خاص طور پر سلام میں سبقت کرنے اور اولیت کا شرف حاصل کرنے کی تحریص کی گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ

"سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہوتا ہے"۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ

ان اولی الناس باللّٰہ من بدأ بالسلام (احمد، ترمذی، ابوداؤد عن ابی امامہ مشکوٰۃ ص ۳۹۷) — اللہ کی رحمت سے زیادہ قریب لوگوں میں وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

اور ظاہر ہے کہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان آگے بڑھ کر اپنے بھائی کے لیے دعا کرے، اور اس طرح اپنے جذبات کو ظاہر کرے۔ رسول اللہ جہاں گزرتے وہاں سلام میں پہل کرتے، خواہ وہ کوئی بھی ہو، مرد ہو یا عورت، یا بچے، بلکہ بچوں پر سلام کرتے ہیں۔ وہ خاص طور پہ پہل کرتے سلام کی کثرت کی آپؐ نے اس طرح نصیحت کی کہ:

اذا لقی احدکم اخاہ فلیسلم علیہ فان حالت بینھما شجرۃ او جدار او حجر ثم لقیہ فلیسلم علیہ (ابوداؤد عن ابی ہریرہ مشکوٰۃ ص ۳۹۷) — جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے، پھر اگر ان دونوں کے درمیان کوئی درخت، دیوار، پتھر یا کوئی آڑ آ جائے اور پھر ملے تو پھر سلام کرے۔

خاص طور پر آپؐ نے گھر والوں پر سلام کی نصیحت کی اور حضرت انسؓ سے کہا کہ:

یا بنی اذا دخلت علی اھلک فسلم یکن برکۃ علیک وعلی اھل بیتک (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۹) — اے بیٹے جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کر، یہ تیرے اور تیرے گھر والوں کے لیے برکت کا باعث ہوگا۔

سلام کے ذریعہ محبت میں اضافہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب صحیح شعور کے ساتھ ہر ایک بھائی دوسرے بھائی سے سلامتی کی دعا کر رہا ہو، اور اس پر ظاہر کر رہا ہو، کہ وہ محبت و خیر خواہی کے کتنے جذبات اپنے دل میں رکھتا ہے۔ ورنہ جیسا سلام آج کل رائج ہے کہ بلا ارادہ عادتاً دو لفظ منہ سے نکل جاتے ہیں تو ظاہر ہے یہ محبت میں اضافہ کا سبب نہیں بن سکتا۔

۱۰۔ **مصافحہ** | سلام کے بعد دوسری چیز جو ملاقات کے وقت اپنے جذبات محبت کے اظہار کے لیے رسول اللہؐ نے بتائی وہ مصافحہ ہے۔ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلعم کے اصحاب میں مصافحہ کا رواج تھا۔ انہوں نے کہا "ہاں" (بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۱)

در اصل مصافحہ سلام کے تتمہ یا تکمیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی سلام کی پوری اسپرٹ اس سے ہی مکمل ہوتی ہے۔ رسول اللہ نے خود اس چیز کو واضح کیا کہ

تمام تحیاتکم بینکم المصافحۃ — تمہارے باہمی سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے۔

(احمد، ترمذی عن ابی امامہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۲)

مصافحہ کے بارے میں رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ مصافحہ کیا کرو۔ اس لیے کہ اس سے بغض دور ہو جاتا ہے۔

اور مصافحہ کے اجر کے سلسلہ میں جو خوشخبری رسول اللہ نے دی وہ یہ ہے کہ:

ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لھما وفی روایۃ اذا التقی فتصافحا وحمدا اللہ واستغفراہ غفر لھما۔

جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ مصافحہ کریں، خدا کی حمد کریں اور اس سے مغفرت چاہیں تو ان کو بخش دیا جاتا ہے۔

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد عن براء بن عازب، مشکوٰۃ ۴۰۲)

۱۱۔ **اچھے نام سے یاد کرنا** | جو شخص بھی انسانی نفسیات سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ اس کو بہتر سے بہتر ناموں سے پکارا جائے اور جتنے محبت بھرے لہجہ اور بے تکلفی کے انداز میں مخاطب کیا جائے گا اتنا ہی اس کا دل پکارنے والے کی محبت اور خلوص سے متاثر ہوگا۔ اس معاملہ میں کبھی غفلت نہ کرنا چاہیے، بلکہ اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہیے کہ آدمی اپنے بھائی کو ایسے انداز میں پکارے جس سے اس کی محبت کے جذبات چھلکتے ہوں۔ سید احمد شہید کی تحریک میں ہر شخص اپنے برابر والوں اور بڑوں کو اس کے نام کے ساتھ بھائی لگا کر پکارتا

تھا اور چھوٹوں کا صرف نام لیا جاتا تھا۔ یہ ذہن میں رہے کہ یہ معاملہ اس طرح پکارنے کا ہے جن سے محبت جھلکتی ہو اور جس سے دوسرے کا دل خوش ہو۔ اس کی تو ایک پرخلوص اور محبت آمیز تعلق میں گنجائش ہی نہیں کہ بھائی اپنے بھائی کو اس طرح پکارے جو اس کو ناگوار ہو۔ خوش کلامی کی تمام احادیث اس معاملہ پر منطبق ہوتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کتنی صحیح بات کہی جب کہ آپ نے یہ بتاتے ہوئے کہ دوستی کن چیزوں سے مضبوط ہوتی ہے۔ فرمایا۔

"دوست کو اچھے نام سے بلائیے" (دیکھیے باب ... عدوت ...)

۱۲۔ **شخصی اور ذاتی امور میں دلچسپی** | خصوصی محبت کا یہ ایک حق ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے شخصی اور ذاتی معاملات میں اتنی ہی دلچسپی لے جتنی وہ اپنے شخصی اور ذاتی معاملات میں لیتا ہے جب ملے تو اس کے ذاتی حالات پوچھے۔ ان میں پوری پوری دلچسپی کا اظہار کرے۔ اس طرح ایک طرف تو ایک بھائی کو دوسرے بھائی کی خیر خواہی کا یقین ہوگا دوسرے ایک بھائی کے جذبات دوسرے پر ظاہر ہوں گے اور یہ چیز تعلق کے استحکام کا سبب بنے گی۔

نبی کریم نے اپنے ساتھیوں کو آپس میں شخصی و ذاتی طور پر تفصیلی تعارف کی ہدایت کرتے ہوئے اس مصلحت پر بھی روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا۔

اذا آخی الرجل الرجل فلیسأله عن اسمه واسم ابیه وعمن هو فانه اوصل للمودة۔	جب ایک آدمی دوسرے آدمی سے بھائی چارہ کرے تو اس سے اس کا نام اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلہ کا نام پوچھ لے۔ اس لیے کہ اس سے باہمی محبت کی جڑیں زیادہ مضبوط ہوتی ہیں۔
ترمذی عن یزید بن نعامہ مشکوٰۃ ص ۴۲۷	

ذاتی نام وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو آدمی کی شخصی معاملات کا ہی ایک جزو ہیں اور اس طرح یہ حدیث ان امور کی طرف اشارہ کرتی ہے جن کو ہم نے پیش کیا۔ پھر یہ اشارہ کہ اس سے محبت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں اصل حکمت پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔

۱۳۔ **ہدیہ** | اپنے بھائی پر اپنی محبت و خلوص کے اظہار کے لیے ہدیہ دینا تعلق کے

استحکام کے لیے انتہائی موثر چیز ہے۔ اچھی بات کہنا، اچھے نام سے پکارنا، اپنی محبت کو ظاہر کرنا یہ سب زبان کے ہدیے ہیں جن کے ذریعہ ایک بھائی اپنے بھائی پر اپنی محبت ظاہر کر کے اس کو اپنے سے قریب لاتا ہے۔ ٹھیک جس طرح زبان کے ہدیے دلوں کو خوش کرتے ہیں اور دلوں کو جوڑنے میں اور اپنی جانب کھینچنے میں مدد دیتے ہیں اسی طرح مادی ہدیے بھی ایک دل کو دوسرے دل سے مربوط کرتے ہیں اور اس طرح باہم محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبی کریمؐ نے جہاں ہدیے دینے کی ترغیب دی ہے وہاں اس کا یہ فائدہ بھی بتایا ہے کہ یہ دلوں کی کدورتوں کو دھو دیتا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے:

تھادوا تحابوا وتذھب شحناؤکم (او کما قال) ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرو تو باہمی محبت پیدا ہوگی اور دلوں کی دشمنی اور بغض دور ہو جائے گا۔

مشکوٰۃ ۴۰۲۳

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے ساتھیوں کو کثرت سے ہدیہ دیتے اور آپ کے اصحاب آپ کی خدمت میں اور باہم ایک دوسرے کو بھی ہدیے پیش کرتے۔ اس سلسلہ میں جو باتیں ہم کو پیش نظر رکھنی چاہئیں اور جو ہم کو آپ کے اسوہ سے معلوم ہوتی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ:

(۱) ہدیہ ہمیشہ حسب استطاعت دینا چاہیے اور اس بنیاد پر دینے سے رکا نہ جانا چاہیے، کہ وہ کوئی قیمتی یا باحیثیت چیز نہیں دے سکتا۔ جو چیز دلوں کو جوڑتی ہے وہ ہدیہ کی قیمت و حیثیت نہیں ہوتی، بلکہ دینے والے کا خلوص اور اس کی محبت ہوتی ہے۔

۲۔ ہدیہ چاہے کچھ بھی ہو ہمیشہ شکر و امتنان کے جذبات کے ساتھ قبول کرنا چاہیے۔

۳۔ ہدیہ کے بدلہ ہمیشہ ہدیہ دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ مساوی حیثیت کے ہدایا ہوں، بلکہ ہر فریق اپنی حیثیت کے مطابق دے۔ نبی کریم صلعم کا یہ معمول تھا کہ آپ ہمیشہ ہدیہ کے بدلے کی کوشش کرتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے لینے سے انکار کر دیا، تو آپ نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔

۴۔ ہدیہ میں سب سے پسندیدہ شے آپ کے لیے خوشبو تھی۔ آج کے حالات میں اسی نسبت میں کتاب کو بھی رکھا جا سکتا ہے۔

۱۴۔ شکر گذاری: جذبات محبت کے اظہار اور دوسرے کی محبت کے احساس کو ظاہر کرنے کا یہ ایک بڑا اچھا طریقہ ہے۔ جب ایک بھائی یہ محسوس کرے کہ اس کا بھائی اس کے محبت کے جذبات اور محبت کے تحت کیے ہوئے کاموں کا پورا احساس کرتا ہے اور ان کی قدر و قیمت کو محسوس کرتا ہے تو اس کے دلی تعلق میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر محبت کرنے والے آدمی کو یہ احساس ہو کہ اس کے خلوص و محبت کی کوئی قدر نہیں تو اس کا دل بجھنے لگتا ہے اس لئے جب بھی ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی کوئی مدد کرے یا اس کے ساتھ حسن سلوک کرے یا اس سے کوئی اچھی بات کہے۔ یا اس کو کوئی ہدیہ دے۔ تو اس مسلمان بھائی کا فرض ہے کہ وہ اس پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کرے اور اس طرح اس کو یہ بتا دے کہ وہ خلوص و محبت کی ہر ادا کی قدر و قیمت اپنے دل میں خوب محسوس کر رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں صحابہ بیان کرتے ہیں۔ جب کوئی آپ کی خدمت میں کوئی چیز پیش کرتا تو آپ اس کا شکریہ ادا کرتے اور اس کو قبول کر لیتے اور جب کوئی آپ کا کام کر دیتا تو اس پر اپنے امتنان کا اظہار کرتے (شمائل ترمذی)

۱۵۔ ساتھ مل کر کھانا: کھانے میں ایک دوسرے کے ساتھ شرکت اور ایک دوسرے کو اپنے گھر کھانا کھانے کی دعوت دینا بھی خلوص اور محبت کے جذبات کے اظہار کا ایک عملی طریقہ ہے۔ ایسے مواقع پر نہ صرف بے تکلفی سے گفتگو کے مواقع ملتے ہیں بلکہ جب ایک مسلمان بھائی اپنے بھائی کو اپنے گھر پر کھانا کھانے کی دعوت دیتا ہے تو جس شخص کو مدعو کیا جاتا ہے اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ میرا بھائی میرے لئے اپنے دل میں جذبات رکھتا ہے اور یہی احساس جواباً بھی پیدا ہو جاتے۔ تعلق کے مزید استحکام کا ضامن ہے۔ صحابہ کرام آپس میں بھی اکثر مدعو کرتے رہتے تھے اور نبی کریم کو بھی اکثر مدعو کرتے۔ خود نبی کریم کے پاس اگر کھانے کی کوئی چیز ہوتی یا کہیں سے آتی تو آپ پوری مجلس کو اس میں شامل کر لیتے۔ دعوت اور باہم ساتھ مل کر کھانے میں بھی وہ چیزیں سامنے رکھنا ضروری ہیں جو ہدیہ کے ضمن میں آ چکی ہیں۔ پہلے یہ کہ دعوت پُر تکلف کھانوں کی ہی نہیں کیجئے بلکہ ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق کھلائے۔ خواہ وہ روزانہ کا کھانا ہو لیکن اس سلسلہ میں کچھ تخصیص اگر برتی جائے

تو دل پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔ جس شخص کو دعوت دی جائے اس کا فرض ہے کہ اس کو قبول کرے اور شکر و احسان اور خوشی کے اظہار کے ساتھ قبول کرے اور آخری یہ کہ ہدیہ کی طرح دعوت کے بدل کی بھی کوشش ہونی چاہیئے۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی سامنے رکھنی چاہیئے کہ شروع میں مسلمانوں کے دلوں میں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے گھروں میں کھانا کھانے سے جھجک اور رکاوٹ پائی جاتی تھی۔ اس سلسلہ میں خود قرآن میں سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے آیات نازل کرکے اس جھجک کو دُور کیا اور بے تکلفی پیدا کی۔

۱۱۔ دعا :- دعا ایک ایسی چیز ہے جو ایک طرف تو ان بہت سارے حقوق کو ایک مخصوص پہلو سے اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے جن پر ہم گفتگو کر آئے ہیں اور دوسری طرف ایک نئے پہلو سے اُلفت و محبت میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔ دعا میں ایک مسلمان اپنے بھائی کے لئے اپنے رب سے اس کی رحمت و مغفرت طلب کرتا ہے اس کی بھلائی کا خواستگار ہوتا ہے اور اس کے اصلاحِ احوال کی درخواست کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ ہر مسلمان اس پر یقین رکھتا ہے کہ معاملات کی اصل کنجی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور جب وہ اپنے بھائی کو دیکھتا ہے کہ وہ اس کے لئے اپنے رب کے آگے دستِ سوال دراز کر رہا ہے تو وہ بے انتہا متاثر ہوتا ہے۔

دعا غائبانہ بھی ہوتی ہے اور رُو در رُو بھی۔ دعا کی ایک صورت وہ سلام ہے جس کی مکمل صورت میں انسان اپنے بھائی کے لئے سلامتی رحمت اور برکت کا طالب ہوتا ہے پھر ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا یہ بھی حق ہے کہ اگر وہ چھینکے اور الحمد للہ کہے تو اس کے لئے رحمت کی دعا کی جائے — یرحمک اللہ۔ جب کسی مسلمان بھائی کی نماز جنازہ بھی ایک حق ہے اور یہ بھی دعا کی ایک صورت ہے نیز عیادت کا جو طریقہ مسنون ہے اس میں بھی دعا ہے۔

دعا اگر رو در رو ہو یا جس کے لئے دعا کی جائے اس کے علم میں آئے تو اس پر سب سے پہلا نتیجہ تو یہ مرتب ہوتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کی دلی خیر خواہی اور محبت کا قائل ہو جاتا ہے۔ دونوں کے نزدیک اصل مقصود یعنی حاصل اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ اور جب وہ دیکھتا ہے کہ میرا بھائی میرے لئے نہ صرف

طور پر بھلائی کی کوشش کرتا ہے۔ بلکہ میری حاجتوں کو اسی طرح اللہ کے سامنے پیش کرتا ہے جس طرح اپنی حاجتیں، میرے دکھ درد پر اسی طرح تڑپ کر اپنے مالک کے آگے ہاتھ پھیلا دیتا ہے۔ جس طرح اپنے دکھ درد پر، میری خامیوں اور گناہوں پر اسی طرح مغفرت کا طالب ہوتا ہے جس طرح اپنے گناہوں پر، اور میرے لئے اس کی رضا اور رحمت کا اسی طرح طلبگار ہے جس طرح اپنے لئے۔ اور پھر جب وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ میرا بھائی میرا اتنا خیال رکھتا ہے کہ اچھے موقعوں پر تنہائیوں میں جب وہ اور صرف اس کا رب ہوتے ہیں، میں اسے یاد رہتا ہوں، تو پھر اس کے دل میں اپنے لئے دعا کرنے والے بھائی کی محبت پیدا ہوتی ہے اور اس طرح اس دعا سے پورے فوائد حاصل ہوتے ہیں جو اظہار جذبات میں ہوتے ہیں۔

دوسری طرف دعا کرنے والا جب کوشش کرکے دوسروں کو دعا میں شریک رکھتا ہے تو اس کے قلبی تعلق میں اضافہ ہوتا ہے اور ساتھ ہی تعلقات میں پاکیزگی آتی ہے۔

مغفرت و رحمت اور حاجت روائی اور مشکلات کو دور کرنے کی دعاؤں کے ساتھ اپنے بھائی کے لئے راہ حق پر استقامت کی دعا اور باہمی الفت کی دعا کی بھی تلقین کی گئی ہے۔

اللّٰھم الف بین قلوبنا واصلح ذات بیننا

اسی طرح دلوں میں ناگواری غبار یا کدورت کے دور ہونے کی دعا کی تلقین بھی کی گئی ہے اس لئے کہ دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے کدورت، کینہ یا شکایات ایسی بیماری ہے جس کے لئے گڑگڑا کر دعا مانگنی چاہیئے۔

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم (حشر)

اے رب ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ نہ رہنے دے

اگر اپنے بھائی کا نام لے کر یا اس کا خیال کرکے دعا کی جائے تو اس سے مزید تعلق پیدا ہوتا ہے۔ خود اپنے طور پر اپنے بھائی کے لئے رحمت کی دعا کرنا اللہ تعالیٰ سے اس کی الفت و محبت کا سوال کرنا

اور تعلقات کو خرابی سے بچانے کے لئے گڑگڑانا تو ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے ہی لیکن ایک دوست سے اپنے لئے دعا کی درخواست کرنا اور دعاؤں میں شریک رکھنے کی تمنا کا اظہار بھی تعلقات کے لئے مفید ہوتا ہے۔

مثلاً نبی کریم نے یہ فرمایا "کہ جب تم بیمار بھائی کے پاس عیادت کے لئے جاؤ تو اس سے بھی اپنے لئے دعا کراؤ۔ اس لئے کہ اس کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے"۔

اسی طرح جب حضرت عمر حج کو جا رہے تھے تو آپؐ نے چند الفاظ کہے جن کے بارے میں ان کا خود کہنا یہ ہے کہ "یہ مجھے اپنی پوری زندگی میں سب سے زیادہ عزیز ہیں" اور وہ الفاظ یہ ہیں:۔

"اے ہمارے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا"

۱۷۔ بہتر طریقہ سے جواب دینا:۔ ایک مسلمان کی یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی محبت و خلوص کا جواب اس سے زیادہ اور بہتر خلوص اور محبت سے دے۔ اس لئے بھی کہ کوئی تعلق ایک طرفہ محبت سے پروان نہیں چڑھ سکتا۔ اس لئے بھی کہ اس طرح دوسرے بھائی کا دل مطمئن رہتا ہے کہ اس کی محبت نہ تو ضائع جا رہی ہے اور نہ اس کی ناقدری ہو رہی ہے۔ سلام کا جواب بہتر سلام سے دینے، ہدیہ کا جواب ہدیہ سے دینے اور ایک اچھی بات کا جواب ایک اچھی بات میں کہنے کی ہدایات اسی اصول پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلعم کی یہ حدیث بھی سامنے رہنی چاہیئے۔

"دو محبت کرنے والوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے بھائی کے لئے زیادہ محبت کرے"

اگر اپنے بھائی کی محبت کے جواب میں بہتر جواب ممکن نہ ہو تو کم از کم برابر کا ہی جواب ہونا چاہیئے اور ساتھ ہی اپنی کوتاہی کا اعتراف بھی دل کو متاثر کرتا ہے۔

۱۸۔ صلح کرنا اور شکایات دور کرنا:۔ تعلقات کی بنیاد کو ذہن میں رکھنے اور ان تمام تدابیر کو اختیار کرنے میں جو ایک طرف تعلقات کو خراب ہونے سے بچاتی ہیں، دوسری طرف ان میں لطف و محبت اور الفت کے جذبات پیدا کرتی ہیں، بہت ساری کوتاہیاں اور خامیاں سرزد ہوتی ہیں کسی انسان کے لئے بھی یہ ممکن نہیں کہ اس سے کبھی بھی کسی غلطی کا صدور نہ ہو۔ پھر تعلقات چونکہ اسلامی

انقلاب کے لئے ضروری ہیں۔ اس وجہ سے شیطان بھی اس مورچہ پر بڑا سرگرم رہتا ہے۔ اور مسلمانوں کے تعلقات کو خراب کرنے کی اور ان میں فساد پیدا کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ تعلقات کے باب میں جو باتیں کہی گئی ہیں ان کو اگر سامنے رکھا جائے اور اس اصول پر ہمیشہ اپنے کو پرکھا جائے کہ کبھی اپنے بھائی کو اپنی جانب سے کوئی جسمانی ایذا یا دل آزاری نہ ہونے دو۔ خواہ یہ دل آزاری زبان سے ہو یا عمل سے بلکہ ہر وہ تدبیر اختیار کرنے کی کوشش کرو جس سے تم اپنے بھائی کی مدد کر سکو، دینی مدد ہو یا دنیوی اور اپنے خلوص و محبت کو پوری طرح ظاہر کرو اور دوسرے کے خلوص و محبت کے جواب میں اس سے زیادہ خلوص و محبت یا اتنے ہی خلوص کو پوری طرح ظاہر کرو کہ تم اس کی قدر و قیمت کو اچھی طرح محسوس کرتے ہو۔ تو اس اصول پر عمل کے بعد شیطان کو مشکل سے ہی دراندازی کا موقع ملے گا۔ پھر بھی اگر تعلقات میں کہیں خرابی پیدا ہوتی نظر آئے تو چند چیزیں ہیں جو مسلمان بھائی کو اپنے سامنے رکھنی چاہئیں اور ان کو سامنے رکھنے کے بعد اگر کوئی خرابی پیدا ہوگی بھی تو وہ بآسانی دور کی جا سکتی ہے۔ تعلقات کی خرابی کی بنیاد عام طور پر وہ شکایات بنتی ہیں جو ایک مسلمان بھائی کے دل میں دوسرے بھائی کی طرف سے پیدا ہوتی ہیں۔ شکایتیں پیدا ہونے کی بنیادیں بہت سی ہو سکتی ہیں اور اس حصہ میں جن چیزوں پر گفتگو کی گئی ہے وہ انہی بنیادوں کو ختم کرتی ہیں۔ ہر ایک شکایت میں جو چیز مشترک ہوتی ہے وہ یہ کہ جب کسی مسلمان کے دل کو اپنے بھائی کے کسی قول یا فعل سے تکلیف پہنچتی ہے تو شکایت پیدا ہو جاتی ہے اگر بات بڑی ہو تو یہ شکایت خود خرابی تعلقات کے لئے کافی ہوتی ہے اور اگر چھوٹی ہو تو کئی چھوٹی چھوٹی باتیں مل کر ایک شدید احساس پیدا کر دیتی ہیں۔ اس سلسلہ میں دو ہی باتیں پیش نظر رکھنی چاہئیں جو بدگمانی کے ضمن میں کہی گئی ہیں۔

ایک یہ کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو شکایت کا موقع نہ فراہم ہونے دے۔ اسے اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ اس سے دوسرے کے دل کو کبھی کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

دوسرے یہ کہ ہر مسلمان کو اپنے بھائی کے ساتھ وسیع القلبی سے پیش آنا چاہیئے۔ حضورؐ کی اعلیٰ اخلاقی تعلیم کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور حتی الوسع اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ کوئی شکایت پیدا نہ ہو اور اگر پیدا ہو تو فوراً اسے دل سے محو کر دیا جائے۔

تیسرے یہ کہ ان دونوں باتوں کے باوجود اگر شکایت پیدا ہو جائے تو پھر اس بات کو کبھی دل میں نہ رکھنا چاہیئے۔ اگر بھلانے میں کامیاب ہو تو خواہ چھوٹی بات ہو یا بڑی فوراً اس کو اپنے بھائی پر ظاہر کر دے۔ اپنے بھائی کی طرف سے دل میں ذرا سا بھی میل رکھنا اور اس دل کے غبار کے ساتھ اس سے ملنا بدترین کردار ہے۔ اس میں کوئی تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ دل کی صفائی کی اصلاح کی فوراً کوشش کرنی چاہیئے۔

چوتھے یہ کہ جس کو شکایت بتائی جائے وہ اس پر ناراض نہ ہو اور ناک بھوں نہ چڑھائے بلکہ اپنے بھائی کا شکر گزار ہو جس نے خیانت کا ارتکاب کرنے کے بجائے اس پر ظاہر کر دیا۔ پیچھے پیچھے نہ کہا۔ اور پھر یہ کہ تعلق کو اتنا قیمتی سمجھا کہ ذرا بات بھی ہوئی تو فوراً اصلاح کی کوشش کی اور یہ کہ اسے اصلاح کا موقع دیا۔

پانچویں یہ کہ جب اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کے بھائی کے دل میں کوئی شکایت ہے تو فوراً اصلاح کی کوشش کرے جتنی مدت گزرتی ہے اتنی ہی خرابی جڑ پکڑتی جاتی ہے اور جتنا تازہ تازہ فتنہ کو کچل دیا جائے اتنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ پھر اگر واقعی اس سے غلطی ہوئی ہو تو اس غلطی کا کھلے دل سے اعتراف کرے اور اس پر اپنی ندامت کا اظہار۔ اگر اس غلطی کے لئے کوئی عذر ہو تو وہ پیش کرے اور اگر غلطی نہ ہوئی ہو بلکہ کوئی غلط فہمی ہو یا اس کے پاس کوئی معقول عذر ہوں تو غلط فہمی کو صاف کر دینے کی کوشش کرے۔ اس سلسلہ میں انجیل میں حضرت مسیح علیہ السلام کے یہ الفاظ ایک مسلمان کے اس فریضہ پر موثر ترین انداز میں روشنی ڈالتے ہیں۔

> "پس اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذر گزارتا ہو اور وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے شکایت ہے تو وہیں قربان گاہ کے آگے اپنی نذر چھوڑ دے اور جا کر اپنے بھائی سے ملاپ کر تب اپنی نذر گزران۔"

یہ بڑی پتہ کی بات کہی گئی ہے۔ تمہارا بھائی تم سے ناراض ہو تو تمہارا ایک بہتر انسان بننا اور تمہارے تعلقات کا تمہارے بھائی سے خوشگوار بنیادوں پر قائم ہونا مشکل ہے ہم اللہ کو جب ہی خوش کر سکتے ہیں جب عبادت کا اصل مقصد پورا ہو۔ اس لئے نذر پیش کرنے سے پہلے اپنے بھائی کی شکایت دور کر کے

اصلاح حال کی کوشش کرنا چاہیے اور اس کام میں دیر نہ کرنا چاہیے۔

اور چوتھی بات یہ کہ جب ایک مسلمان بھائی اپنی غلطی کا اعتراف کرے تو اس کو معاف کر دینا اس کا حق ہے جس سے دست کش نہ ہونا چاہیے اور اگر وہ معذرت پیش کرے تو اس کو معذور سمجھنا اور اس کا عذر قبول کر لینا بھی اس کا حق ہے اور اگر وہ غلط فہمی کی صفائی میں کوئی بات پیش کرے تو اس کی بات پر یقین کر لینا بھی اس کا حق ہے۔ اس موقع پر نبی کریم کی بات سامنے رکھنا چاہیے:

"جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی سے اپنی غلطی پر عذر کیا اور اس نے اس کو معذور نہ سمجھا یا اس کے عذر کو قبول نہ کیا۔ اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا ایک ناجائز محصول لینے والے پر اس کے اس ظلم کا ہوتا ہے"

ان ہدایات پر عمل اس وقت ممکن ہے جب انسان اپنے تعلقات کی قدر و قیمت کو اچھی طرح محسوس کرتا ہو اور اس کے دل میں اپنے بھائی اور اپنے بھائی کے جذبات محبت کی قدر ہو اور ساتھ ہی اسے اچھی طرح احساس ہو کہ تعلقات کی خرابی کتنا بڑا گناہ ہے۔ پہلی چیز کو مقدمہ اول کی گفتگو اور اسی حصہ کے دوسرے جزو کی گفتگو کے بعد اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ دوسری چیز کے بارے میں بتا چکا ہوں کہ نبی کریم نے ان تعلقات کی خرابی کی اہمیت کو اس طرح واضح کیا ہے کہ یہ مونڈ دینے والی چیز ہے جو پورے کے پورے دین کا صفایا کر دیتی ہے۔ اور جو شخص یہ جانتا ہو کہ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے وہ لازماً اپنے دین کو ہر قیمت پر محفوظ رکھے گا۔ اور جب اپنے دین کو محفوظ رکھنا چاہے گا وہ اپنے حسب استطاعت ان تعلقات کو کبھی خراب نہ ہونے دے گا۔ ایک دوسرے سے ناراض رہنے اور انقطاع تعلق کے بارے میں نبی کریم صلعم نے جو تنبیہات کی ہیں وہ بڑی موثر اور بڑی سخت ہیں۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ:

لا یحل للرجل ان یہجر اخاہ فوق ثلث
یلتقیان فیعرض ھذا ویعرض ھذا
وخیرھما الذی یبدا بالسلام۔
(بخاری و مسلم عن ابی ایوب انصاری)

کسی مسلمان شخص کے لیے یہ بات حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی
کو تین دن سے زیادہ ناراض ہو کر چھوڑ دے دونوں ملیں
تو ایک ادھر کو منہ ادھر کر لے اور دوسرا ادھر پھیر لے ان
دونوں میں بہتر وہ شخص ہے جو سلام سے ابتدا کرے نیکی

خفگی دور کرنے کی مصالحت کی ابتدا کرے ؛

اس سے مصالحت میں پہل کرنے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے ۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ اللہ کے ہاں ایسے دو مسلمان بندوں کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے ۔

آپ نے فرمایا کہ :۔

تعرض اعمال الناس فی کل جمعۃ مرتین یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد مومن الا عبداً بینہ وبین اخیہ شحناء فیقال: اترکوا ھذین حتی یصطلحا ۔

(مسلم عن ابی ہریرہ ۔ مشکوٰۃ ص ۴۲۶)

لوگوں کے اعمال ہفتہ میں دو دن پیر اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں اور ہر بندۂ مومن کو بخش دیا جاتا ہے سوائے اس کے کہ جس کی اپنے مسلمان بھائی سے کوئی عداوت ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ان کو کچھ دن کے لیے چھوڑ دو ۔ تاکہ یہ آپس میں صلح کریں ۔

جو شخص تین دن تک اپنے بھائی کو چھوڑے رکھے اس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ

لا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلث فمن ھجر فوق ثلث فمات دخل النار

(احمد وابوداؤد عن ابی ہریرہ مشکوٰۃ ص ۴۲۸)

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ کے لیے چھوڑ دے جو شخص تین دن سے زیادہ الگ رہا اور اس عرصہ میں مرگیا تو وہ دوزخ میں جائے گا ۔

اور یہ بھی فرمایا :۔

من ھجر اخاہ سنۃ فھو کسفک دمہ

(ابوداؤد عن ابی خراش السلمی مشکوٰۃ)

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو ایک سال کے لیے ترک کردے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے اس کا خون بہایا (یعنی اتنا گناہ ہوگا)

اس سلسلہ میں ایک صورت حال یہ ہو سکتی ہے کہ ایک فریق نے اصلاح حال کی ہر کوشش کرکے ترک تعلق کیا ہو یا یہ کہ جھگڑے میں وہ حق پر ہو اس صورت میں عقلاً اور شرعاً اس پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوتا لیکن اس صورت میں بھی اس کی ترغیب دی گئی ہے کہ وسیع القلبی سے کام لیتے ہوئے اپنے بھائی

کو معاف کر دیا جائے اور حق پر ہوتے ہوئے بھی نزاع ترک کر دی جائے۔ رسول اللہ صلعم ایک حدیث میں ترک نزاع کی ترغیب اس طرح دیتے ہیں:

من ترك المراء وهو على حق بنى له بيت فى وسط الجنة ومن حسن خلقه بنى له فى اعلاها

ترمذی عن انس مشکوٰۃ ۴۱۲

جس نے نزاع اور جھگڑا ترک کر دیا۔ اس کے لئے جنت کے وسط میں ایک محل بنایا جاتا ہے اور جس نے اپنا اخلاق بہتر بنایا اس کے لئے جنت کی بلندیوں پر محل بنایا جاتا ہے

ظاہر ہے کہ حسن اخلاق ہی انتہائی اعلیٰ منزل مقصود ہے۔ جس کے بدلے انسان جنت کی اعلیٰ ترین بلندی پر جگہ کا مستحق قرار پائے گا۔

صلح کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان بھائی اور مسلمان معاشرہ کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ دو بھائیوں کے درمیان تعلقات پر نگاہ رکھے اور جہاں خرابی محسوس ہو اس کی اصلاح کرے۔ اس لیے کہ اس اصلاح پر ہی تعلقات کا انحصار ہے اور یہ تعلقات ہی معاشرہ کی زندگی اور روح ہیں۔ قرآن نے اس اصلاح کا حکم یوں دیا ہے۔

"انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم" (حجرات)

اور زیادتی کرنے والے فریق سے لڑائی تک کی بھی ہدایت کی ہے۔

رسول اللہ نے ایک دفعہ صحابہ سے پوچھا "میں تمہیں وہ عمل بتاؤں جس کا ثواب درجہ میں روزہ صدقہ نماز کے ثواب سے زیادہ ہے"؟ صحابہ نے کہا "ہاں یا رسول اللہ ضرور بتائیے" فرمایا۔

اصلاح ذات البين وفساد ذات البين هى الحالقة -

ابو داؤد ترمذی عن ابی الدرداء مشکوٰۃ ۴۲۸

لوگوں کے درمیان (تعلقات کی) اصلاح کرنا اور لوگوں کے درمیان تعلقات میں خرابی ڈالنا (دین کو) مونڈ ڈالتا ہے۔

اور اس سلسلہ میں مزید یہ فرمایا (حالانکہ جھوٹ کے بارے میں اسلام کی روش بڑی سخت ہے) کہ

لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس ویقول خیرًا او ینمی خیرًا (بخاری مسلم عن ام کلثوم مشکوٰۃ) وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور بھلی بات کہے یا بھلی بات پہنچائے۔

یعنی ایک طرف سے دوسری طرف ایسے اچھے جذبات منتقل کرے جو فی الحقیقت ظاہر نہ کیے گئے ہوں اور جن کا اس طرح منتقل کرنا اصلاح کا سبب بن سکتا ہو۔ اس میں بہتر یہ ہے کہ بات اس انداز میں کی جائے کہ الفاظ میں جھوٹ نہ ہو اور ایک شخص دوسرے کی محبت اور خیر خواہی کا قائل ہو جائے۔

ان ہدایات کی روشنی میں اگر مسلمان خود بھی شکایت کا موقع نہ دیں اور اصلاح کی کوشش کرتے رہیں اور معاشرہ بھی چوکس رہے تو شیطان کو دراندازی کا موقع مشکل سے ہی مل سکتا ہے۔

تتمہ

اخوت، الفت، ولایت اور پیار و محبت کے تعلقات ایمان کی ایک شرط اور اس کا لازمی تقاضا ہیں جتنا مقصد عزیز ہوگا اتنا ایک بھائی کے حیثیت اپنے بھائی سے اخوت کا تعلق عزیز ہوگا جب ایک کا دکھ درد دوسرے کا دکھ درد، ایک کی تکلیف دوسرے کی تکلیف، ایک کی پریشانی دوسرے کی پریشانی اور ایک کی خوشی دوسرے کی خوشی بن جائے تو تعلقات ایک پہلو سے اپنے معیار کو پہنچ جاتے ہیں اور جب اس کے ساتھ رحمت بھی پیدا ہو جائے اور دینی خیر خواہی بھی تو پھر تعلقات ہر لحاظ سے معیاری ہو جاتے ہیں اور ایسے تعلقات ہی ایک جماعت تحریک کو وہ زندگی اور حرارت بخشتے ہیں جو اس کی کامیابی کی ضامن ہوتی ہے۔ یہ نعمتِ عظمیٰ جہاں ان تمام شرائط و تدابیر کو ملحوظ رکھنے سے نصیب ہوتی ہے جو خدا اور خدا کے رسول نے بتائی ہیں وہاں اس کے لیے توفیق الٰہی بھی ضروری ہے، اس لیے کہ یہ خاص عطیہ ربانی ہے۔ پس تدابیر کے ساتھ اپنے رب سے گڑگڑا کر التجا کرنی چاہیے کہ وہ ان تعلقات کو خرابی سے محفوظ رکھے اور ان میں الفت و محبت پیدا کرے۔

"والف بین قلوبہم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم ۰"

"ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رءوف رحیم ۰"